سکیں۔ اس لحاظ سے ایک مسیحی خاندان پر بلاہٹ کی ذمہ داری عائد ہوتی ہے۔ ایک فادر اور عام مذہبی رہنما کے لیے اس خاص مشن کی طرف رجوع لانا مومنین کا اوّلین فرض ہے۔

ہر کام مناسب ذرائع پر بھروسہ کرنے سے ہوگا لیکن دعا کو رد کیے بغیر یسوع کے ان الفاظ کے مطابق۔

"فصل تو بہت ہے مگر مزدور تھوڑے ہیں۔ اس لیے تم فصل کے مالک سے منت کرو کہ وہ اپنی فصل کاٹنے کے لیے مزدور بھیجے۔ (متی ۹:۳۷-۳۸)

افریقہ

"افریقہ میں مسلم - مسیحی تعلقات کے لیے منصوبہ"

افریقہ میں مسیحی - مسلم تعلقات کے لیے منصوبہ کی بنیاد ۱۹۵۹ء میں رکھی گئی تھی۔ ابھی پچھلے دنوں تک اس منصوبے کو "افریقہ میں اسلام" پروجیکٹ کا نام دیا جاتا تھا۔ ۱۹۵۰ء کی دہائی میں متعدّد افریقی ممالک نے یورپی استعمار سے آزادی حاصل کرلی، جبکہ متعدّد ممالک ابھی حصولِ آزادی کے مراحل سے گزر رہے تھے۔ کلیسیا نے اسی موقع پر پیش بینی کرلی کہ آزاد ہونے والے ممالک میں سے بڑی تعداد مسلم اقتدار کے زیرِ اثر ہوگی۔ مسیحی حلقوں میں اس بات پر زیادہ غور وفکر کیا جانے لگا کہ براعظم افریقہ میں اسلام سے کیوں کر معاملت کی جائے۔ ۱۹۵۸ء میں نائجیریا کے شہر عبادان میں ایک "کل افریقہ کلیسیا کانفرنس" منعقد ہوئی جس کا موضوع "بدلتے ہوئے افریقہ میں کلیسیا" تھا زیرِ بحث موضوعات میں سے ایک موضوع "اسلام کے بارے میں مسیحی رویّہ" تھا۔ نائجیریا کے کلیسیاؤں نے اس موضوع سے خصوصی دلچسپی لی اور ایک جامع مقالہ "آزاد نائجیریا میں مسیحی ذمہ داریاں" کے عنوان سے پیش کیا۔ مسیحی - مسلم تعلقات پر بالخصوص زور دیا گیا۔ جس میں سیاسی پہلوؤں کو بھی شامل کیا گیا تھا۔ اگرچہ اس کام کا آغاز کرنے والے ۱۹۶۰ء اور ۱۹۷۰ء کی دہائی کے دوران میں مطمئن تھے کہ مسلم - مسیحی تعلقات خوشگوار ہو رہے ہیں اور وہ پُراُمید تھے کہ بالآخر یہ حالات ان کے حق میں جائیں گے، تاہم انہیں اُس پیچیدگی کا اندازہ نہ تھا جو نفاذِ شریعت کے مطالبہ اور سیکولر ریاست کی ضد سے جنم لینے والی تھی۔

مسیحیوں میں مربوط تعاون کا سلسلہ آغاز ہی سے چل پڑا تھا جو اس کے فوراً بعد ہی پختہ ہوگیا۔ ریورن پیئرے بینگنس نے (Rev. PIERRE BENIGNUS) جو فرانس کے ایک مشنری رہنما تھے، متعدّد افریقی ممالک کے دورے کیے۔ یہ دورہ ۱۹۵۹ء میں بین الاقوامی مشنری کونسل کی

دعوت پر انہی کے مالی تعاون سے کیا گیا تھا۔ ان کے دورے سے گھانا، کیمرون، کینیا اور مغربی نائجیریا میں متعدّد علاقائی کمیٹیاں وجود میں آ گئیں۔ یہ کمیٹیاں مقامی کلیسیا اور مشن کے نمائندوں پر مشتمل تھیں۔ ان علاقائی کمیٹیوں کو مقامی کلیسیا اور مشن سے ایسے افراد فراہم کیے گئے جو اسلام کے بارے میں معلومات رکھتے تھے۔ ان علاقائی کمیٹیوں کو ایک "رابطہ کمیٹی" کی معاونت بھی حاصل تھی جو اسی مقصد سے یورپ میں قائم کی گئی تھی۔ یہ تھا "افریقہ میں اسلام" منصوبے کا آغاز۔ اس کے مقاصد یوں بیان کیے گئے کہ:

"مسلم دنیا میں عیسیٰ مسیح کی انجیل کی تشریح کے لیے اسلام اور مسلمانوں کے اذہان کو سمجھنے کی ذمہ داریاں افریقی کلیسیا کے سامنے رکھنا اور اس مقصد کے لیے تعلیم و تحقیق کے شعبوں پر اثرانداز ہونا۔"

جن مشیروں نے اس سلسلے میں متعدّد افریقی ممالک کا سفر کیا تاکہ ان علاقائی کمیٹیوں کو اپنے مشوروں سے فائدہ پہنچا سکیں انھوں نے چرچ اور مسلمانوں کے گروپس سے حاصل ہونے والے تجربات پر مبنی کتب بھی تحریر کی ہیں۔ مثلاً عبدالماش (جن کا اصل نام Rev. C.F. Molla تھا، ان کی کتاب: Christianty: Ninety Questions and Answers, Ibadan, Daystar. (بشکریہ: کرسچین مسلم ریلیشنز نیوز لیٹر شمارہ ۱-۳/۱۹۹۴ء)

فولانیوں میں تبشیر

فولانی دنیا کا سب سے بڑا خانہ بدوش گروہ ہیں۔ صدیوں سے ان کی بودوباش صحرا میں رہی ہے اور وہ ایک مقام سے دوسرے مقام تک آزادانہ نقل و حمل کرتے رہے ہیں۔ یہ مفتخر لوگوں کا ایک گروہ ہے اور انہیں اپنے مسلم ہونے پر فخر ہے۔ انہیں فُلبے، فولا اور پُولو کے نام سے بھی جانا جاتا ہے۔ مگر اب بین الاقوامی مشنری تنظیموں کی طرف سے ان میں تبدیلیٔ مذہب کے لیے بھرپور کوششیں شروع کر دی گئی ہیں۔ مسیحی مشنری تنظیمیں ان کی بنیادی ضروریات پوری کرنے کے بہانے ان تک پہنچ رہی ہیں۔ ان کے مویشی ان کا اہم سرمایہ ہیں۔ اگر ان کے مویشی بیمار پڑ جائیں اور کوئی ان کے علاج کے لیے دوائیں فراہم کردے تو وہ بہت ممنون ہوتے ہیں۔ ان کی یہ ممنونیت، ان کا شریفانہ کردار اور ان کا انکسار ان تک پہنچنے اور انہیں مسیحیت کی تعلیم دینے کا ایک ذریعہ بن گیا ہے۔

اسلامک فاؤنڈیشن لیسٹر نے مسلم دنیا کو پہلے ہی (۱۹۸۰ء میں) مسیحی مشنریوں کے اس منصوبے سے آگاہ کر دیا تھا کہ وہ فولانیوں میں تبدیلیٔ مذہب کے لیے کوشاں ہیں[۱]۔ یہ کام مسیحی مشنری تنظیموں